معاشرہ کی اصلاح سے متعلق کچھ ضروری باتیں

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

سب واقف جانتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جس کی تعلیمات وہدایات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں پیدائش سے لے کر وفات تک جتنے مراحل آتے ہیں ان سب کے لیے احکام وضوابط موجود ہیں، اس وقت ان تمام احکام کا بیان اور پیش کرنا مقصود نہیں صرف اس حصہ کا مختصر ذکر مقصود ہے جو شادی بیاہ، طلاق ووراثت وغیرہ سے متعلق ہے، جسے عام طور پر ''عائلی نظام'' کہتے ہیں، کیونکہ آج کل ان کی خلاف ورزی عام ہورہی ہے جس کے نتیجہ میں مسلمان دنیا میں بھی سخت پریشانی کا شکار ہورہے ہیں اور آخرت میں بھی باز پرس اور سزا کا خطرہ ہے، عائلی قوانین کی پابندی نہ کرنے کی ایک وجہ مسلمانوں کی ان قوانین سے لاعلمی بھی ہے اس لیے بھی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ان کا مختصر انداز میں تذکرہ کرکے مسلمانوں کو باخبر کیا جائے اس قسم کے قوانین (عائلی قوانین) کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لیے تنہا یہ بتادینا کافی ہوگا کہ قرآن مجید کی چھ سورتوں، بقرہ، نساء، نور، احزاب، ممتحنہ، اور طلاق میں تقریباً چالیس آیتوں کے اندر یہ بیان ہوئے ہیں اور ان احادیث نبویہ کا تو شمار ہی مشکل ہے جن میں اس قسم کے احکام وہدایات دی گئی ہیں، ان میں جو بہت اہم ہیں ان پر علاحدہ علاحدہ یہاں گفتگو کی جارہی ہے۔

نکاح:

سب سے زیادہ شرعی قوانین کی خلاف ورزی، بلکہ پامالی، نکاح یعنی شادی بیاہ کے موقع پر کی جاتی ہے اور عجیب قابل افسوس بات ہے کہ شادی کے موقع پر ہر ایک عزیز کو راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حتیٰ کہ ملازموں، خادموں اور نوکروں کو بھی مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کرنے کے بجائے شرعی احکام کی خلاف ورزی کرکے ناراض کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسے موقع پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنے کی پوری کوشش کی جاتی (خواہ اس کے نتیجہ میں کوئی بھی انسان ناراض ہوتا) شادی کے موقع پر، عورت (دلہن) پر شرعاً کوئی خرچ لازم نہیں ہے، نہ جہیز، نہ بارات کو کھانا کھلانا، نہ باراتیوں کی خاطر مدارات کرنا، بلکہ لڑکے (ہونے والے شوہر، دولہا) کی یا اس کے سرپرستوں کی طرف سے، ہونے والی بیوی (دلہن) یا اس کے سرپرستوں (باپ وغیرہ) سے جہیز کا یا بارات کو کھانا کھلانے کا یا ان کی خاطر مدارات کرنے کا مطالبہ کرنا اور انہیں اس پر مجبور کرنا شرعاً ممنوع ہے، اگر بارات کے لیے کھانے یا ناشتہ کا لڑکی یا اس کے سرپرستوں نے، جبراً انتظام کیا تو اس کا کھانا کسی باراتی، یا دولہا اور اس کے رشتہ داروں تک کے لیے جائز نہیں ہوگا۔ (حدیث شریف میں ہے: (لایحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفسہ) اسی طرح اگر فرمائش کرکے جہیز لیا گیا یا نقد رقم لی گئی تو وہ بھی مرد (دولہا) کے لیے جائز نہیں، نہ اس کا استعمال کرنا جائز ہے بلکہ شرعاً اسے واپس کرنا ضروری ہوگا۔ نکاح کے وقت جو اور بہت سی رسمیں غیر مسلموں کے دیکھا دیکھی مسلمانوں میں رواج پاگئی ہیں ان سے بھی بچنا چاہیے مثلاً گانا، باجا، ''ویڈیو'' کا استعمال غیر محرم مردوں اور عورتوں کا ایک ساتھ بیٹھنا اٹھنا، کھانا پینا، غیر محرم مردوں کے سامنے عورتوں کا بے حجاب سامنے آنا وغیرہ۔ عقد نکاح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ چند مسلمانوں کم از کم دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہو چونکہ دلہن (عورت) گھر کے اندر ہوتی ہے، اس لیے ایک شخص اس کی منظوری لے کر آئے (ایجاب کرائے) اور اس وقت دو اور مردوں کو وہاں موجود رہنا چاہیے تاکہ وہ ایجاب کی تصدیق کرسکیں۔ اور ضرورت پڑے تو گواہی دے سکیں۔ اجازت لینے والا شخص دولہا کے پاس آکر دلہن کے ایجاب کو پہونچائے اور اسی مجلس میں دولہا اسے قبول کرے۔ نکاح (ایجاب وقبول) کے وقت خطبہ پڑھنا بھی مسنون ہے فرض نہیں ہے (خطبہ کے بغیر بھی دو مردوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہوجانے سے نکاح صحیح ہوجاتا ہے) نکاح ہونے کے بعد کھجور یا چھوارے تقسیم کرنا بھی مستحب ہے۔ نکاح کے وقت ہی مہر مقرر ہوجانا چاہئے، جو نہ بہت کم ہو کہ جس سے عورت کی بے وقعتی ظاہر ہو اور نہ اتنا زیادہ کہ جس کا ادا کرنا شوہر کے لیے ناممکن ہو، مہر کی ادائیگی یا کم از کم اس کے کچھ حصہ کی ادائیگی فوراً ہوجائے تو بہتر ہے۔ آج کل چونکہ روپیہ کی قیمت بہت جلد جلد گھٹتی بڑھتی رہتی ہے (گھٹتی زیادہ ہے) اس لیے اچھا یہ ہے کہ مہر سونے یا چاندی کی متعینہ مقدار میں مقرر کیا جائے۔ ویسے کسی بھی مالیت رکھنے والی چیز (خواہ غلہ ہو، جائداد ہو، کپڑا ہو، یا اور کوئی قیمتی چیز ہو، بشرطیکہ متعین کی جاسکتی ہو) کا مہر مقرر کیا جاسکتا ہے، مہر کا ادا کرنا دوسرے قرضوں کی طرح ضروری ہے، مہر ادا کرنے کی جلد سے جلد کوشش کرنی چاہیے، عورت کی طرف سے رسمی اور دکھاوے کی معافی سے مہر معاف نہیں ہوتا، ہاں واقعتاً خوشدلی

سے۔ بغیر کسی دباؤ اور دھونس کے وہ معاف کر دے تو معاف ہو سکتا ہے نکاح کے وقت جو مہر مقرر کیا گیا ہے اس میں اضافہ اور کمی بھی زوجین کی حقیقی رضامندی سے ہو سکتی ہے نکاح کے بعد زوجیت کا عملی تعلق قائم ہو جانے، یعنی صحبت کے بعد ولیمہ کرنا مسنون ہے، اس میں نام و نمود اور دکھاوے کے لیے. بہت سے لوگوں کو بلا کر کھلانا شرعاً پسند یدہ نہیں بلکہ بہ آسانی (بلا قرض لیے) جتنے لوگوں کو کھلایا جاسکے کھلا دیا جائے، غریبوں اور ناداروں کو اس میں ضرور دعوت دی جائے کیونکہ کھانے کی جس دعوت میں صرف مالداروں اور دولتمندوں کو بلایا جائے، غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اسے اللہ کے رسول ﷺ نے بدترین دعوت قرار دیا ہے۔

زوجین کے حقوق و فرائض:

بیوی کے تمام اخراجات، کھانا، کپڑا، رہائش شوہر کے ذمہ ہیں خواہ بیوی کتنی ہی دولتمند ہو اور چاہے شوہر غریب ہو، بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی (بلا وجہ اس کی دل شکنی نہ کرنا) اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ اسے معقول اور مناسب وجہ کے بغیر ڈانٹ ڈپٹ کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ اس کے عزیزوں بالخصوص والدین کو بھی نامناسب انداز میں یاد کرنا جس سے بیوی کی دلآزاری ہو شرعاً ممنوع ہے، اس کی جائز اور مناسب باتوں پر روک ٹوک کرنا درست نہیں البتہ ناجائز اور نامناسب باتوں پر روک ٹوک کرنی چاہیے مثلاً بے پردہ گھومنے پھرنے، غیر محرم کے سامنے آنے سے منع کرنا چاہیے کہنا نہ ماننے پر تنبیہ بھی کی جاسکتی ہے۔

بیوی کے ذمہ اپنے شوہر کی ہر جائز کام میں اطاعت کرنا اور اسے خوش رکھنا ہے، اس کے مال اور اولاد کی نگہداشت کرنا بھی بیوی کی ذمہ داری ہے خاص طور پر جبکہ شوہر موجود نہ ہو (سفر وغیرہ پر گیا ہو) اس وقت بیوی کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ خلاف شرع کام کرنے پر ہر ایک دوسرے کو ٹوک سکتا ہے (مگر مناسب انداز میں اور فرق مراتب کا لحاظ رکھتے ہوئے) کسی خلاف شرع کام میں اطاعت نہ کی جائے چاہے اس پر شوہر ناراض ہی ہو، مثلاً شوہر اگر غیر محرم کے سامنے آنے کے لیے اپنی بیوی سے کہے تو بیوی اس کی یہ بات نہ مانے۔ دونوں ایک دوسرے کی دلجوئی کی کوشش کرتے رہیں اور دل آزاری سے بچیں۔ ایک دوسرے کے عیبوں کو حتی الامکان چھپائیں۔

تعلقات خراب ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہیے:

خدانخواستہ اگر میاں بیوی میں سے کسی کو دوسرے سے شکایات پیدا ہو جائیں تو انہیں آپس میں ہی دور کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے، اس بارے میں شوہر کو اپنی بیوی سے اگر شکایات ہیں تو وہ بیوی کو پہلے سمجھائے بجھائے اس سے بھی شکایات دور نہ ہوں اور بیوی کے نامناسب رویہ میں تبدیلی نہ آئے تو وہ کچھ عرصہ کے لیے بیوی کی خواب گاہ سے علاحدہ سوئے، اس سے بھی کام نہ چلے تو ہلکی تنبیہ کرسکتا ہے یہ علاج بھی کارگر نہ ہو تو دونوں (میاں بیوی) کے قریبی رشتہ دار درمیان میں پڑ کر صلح صفائی کرانے اور دونوں کے تعلقات درست کرانے کی پوری کوشش کریں، یہ تدبیر بھی دونوں کے تعلقات خوشگوار بنانے میں بے اثر ثابت ہو۔

طلاق کب اور کیسے دی جائے:

تو پھر صرف ایک طلاق دی جائے وہ بھی ایسی صورت میں جبکہ عورت پاک ہو اور اس سے قریبی زمانہ میں (اسی پاکی کے زمانہ میں) صحبت نہ کی ہو، اگر یہ پہلی صریح طلاق ہے (یا دوسری) تو عدت پوری ہونے سے قبل تک شوہر کو حق رہتا ہے کہ وہ، نیا نکاح کیے بغیر بھی جب چاہے اسے بیوی بنالے، مثلاً وہ اس کے ساتھ اس طرح کا کوئی عمل کرلے جو بیوی ہی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے یا زبان سے کہہ دے کہ میں تجھے پھر بیوی بناتا ہوں، یا اس جیسی کوئی اور بات کرلے جس سے دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم ہونے کا پتہ چلتا ہو، عدت مکمل ہونے کے بعد اس شخص کے لیے یہ عورت بالکل اجنبی ہو جائے گی جیسے کہ نکاح سے پہلے تھی البتہ عدت ختم ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کرکے بیوی بنا سکتا ہے (جس طرح پہلے نکاح کرکے بیوی بنایا تھا) عوام میں یہ غلط مشہور ہو گیا ہے کہ تین سے کم طلاق ہی نہیں ہوتی بلکہ وہ بیوی ہی رہتی ہے، حالانکہ جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا عدت ختم ہونے کے بعد ایک طلاق دینے سے بھی وہ عورت بالکل غیر اور اجنبی ہو جاتی ہے۔ البتہ تین طلاقیں دینے سے خواہ ایک ساتھ دی گئی ہوں یا الگ الگ، دوبارہ نکاح کرنے کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہرگز تین طلاقیں نہ دی جائیں تین طلاقیں ایک ساتھ دینا بہت بڑے گناہ کی بات ہے اس سے دینی اور دنیاوی دونوں نقصانات ہوتے ہیں اس لیے اس سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

طلاق کے اسباب دور کرنے کی کوشش:

عام طور سے معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے طلاق دے دی جاتی ہے، حالانکہ معمولی بات پر دفعتہ ایک طلاق دینا بھی گناہ ہے، طلاق دینے سے پہلے وہ تدبیریں

کرنی چاہئیں جن کاذکر ابھی ہوا۔آج کل شرعی احکام سے غفلت اور بے دینی کی وجہ سے مردوں بالخصوص نوجوانوں میں نشہ (ڈرگ) کی بری عادت بھی طلاق کا اکثر سبب بن جاتی ہے اور لاٹری (جو درحقیقت شرعاً جُوا ہے) کے ٹکٹ خریدنے اور معمے حل کرنے کے لیے فیس جمع کرنے جیسے اخراجات بڑھ جانے سے بہت سے شوہر اپنی بیویوں کے واجب حقوق ادا نہیں کر پاتے اس لیے بھی طلاق کی کثرت ہو رہی ہے ان اسباب سے جو خود اپنی جگہ بڑے گناہ ہیں اور خداوند تعالیٰ کو سخت ناراض کرنے والے ہیں۔ سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے تاکہ دنیا و آخرت کی بربادی سے بچا جاسکے۔شریعت نے شوہر اور بیوی دونوں کے انتخاب کے لیے دینداری کو سب سے زیادہ اہم اور قابل ترجیح وصف بتایا ہے،اس لیے شادی کے وقت ہی اس وصف کا خیال کیا جائے،اگر دیندار سے شادی ہو تو بہت سکون رہے۔

طلاق کے بعد شوہر کی ذمہ داریاں:

طلاق خواہ ایک دی ہو یا زیادہ، کے بعد عدت ختم ہونے تک مطلقہ (طلاق شدہ) عورت کے تمام ضروری اخراجات (کھانا کپڑا، رہائش) طلاق دینے والے کے ہی ذمہ رہتے ہیں، البتہ تین طلاق کے بعد اس مطلقہ عورت کا طلاق دینے والے سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے۔اگر طلاق دینے والے کے گھر میں،طلاق دینے والے سے مطلقہ کے پردہ کا اہتمام نہ ہوسکتا ہو یا اس سے کسی قسم کا خطرہ ہو تو مطلقہ عورت کہیں اور محفوظ جگہ،مثلاً اپنے میکہ منتقل ہوسکتی ہے۔اگر طلاق دینے والے شوہر سے اس مطلقہ کے چھوٹے بچے ہیں تو یہ چھوٹے بچے (لڑکا سات سال کی عمر تک اور لڑکی بالغ ہونے تک) اپنی والدہ (مطلقہ عورت) کے پاس پرورش پانے کے حقدار ہوں گے اور ان بچوں کے تمام اخراجات باپ پر یعنی طلاق دینے والے پر ہی ہوں گے اگر یہ مطلقہ بچوں کی ماں بچوں کی پرورش کی خاطر اپنا نکاح کسی اور شخص سے نہیں کرتی ہے تو وہ جب تک پرورش کرتی رہے گی اس کے اور ان کے بچوں کے تمام ضروری اخراجات بچوں کے باپ کے ذمہ رہیں گے۔ہاں اگر وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے گی تو پھر اس کا بچوں کی پرورش کا حق ختم ہو جائیگا۔

ترکہ کی تقسیم:

مسلمانوں کے اندر جن شرعی احکام کی خلاف ورزی کا رواج پڑ گیا ہے ان میں غالباً سب سے زیادہ ترکہ کی تقسیم کے حکم کی خلاف ورزی کی جاتی ہے،اور یہ برائی نماز، روزہ، جیسے شرعی احکام کے پابند بہت سے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے (یہ اور تکلیف دہ اور افسوسناک بات ہے) حالانکہ ترکہ شرعی مستحقین میں تقسیم کرنا بھی دیگر فرائض کی طرح ایک اہم فریضہ ہے۔خود قرآن مجید میں اسے ''فریضہ'' قرار دیا گیا ہے۔اور ترکہ سے متعلق تفصیلی احکام بھی قرآن مجید کے اندر (سورۂ نساء میں) بیان ہوئے ہیں عام طور پر اس بارے میں کوتاہی عورتوں کو بالعموم مرنے والے کی بیٹیوں اور بہنوں کو ترکہ سے محروم رکھ کر کی جاتی ہے،کسی بھی ترکہ کے مستحق کو ترکہ نہ دینا اور اس کا حصہ دبا لینا ایسا ہی ہے جیسے کسی کا مال غصب کرلینا یا زبردستی چھین لینا اس کا استعمال غیر مستحق کے لیے حرام ہے اور حرام مال استعمال کرنے والے کے نماز روزے بھی قبول نہیں ہوتے خوفِ آخرت کے پیش نظر ترکہ کے مسائل جاننے والے کسی عالم سے مسئلہ دریافت کرکے تمام شرعی مستحقین تک ترکہ پہونچایا جائے،اس حکم کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں بہت سی دنیاوی مشکلات سے بھی دو چار ہو رہے ہیں،مثلاً غیر مسلموں کی طرح بہنوں بیٹیوں کو ترکہ نہ دینے کے رواج کی ہی یہ نحوست معلوم ہوتی ہے کہ غیر مسلموں ہی کی طرح مسلمانوں میں بھی جہیز اور تلک جیسی برائیاں عام ہوتی جارہی ہیں اور اس کے نتیجہ میں بہت سی جوان لڑکیاں رشتوں سے محروم رہ جاتی ہیں، اور پھر بعض تو اخلاقی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتیں بلکہ غیر مسلموں تک سے شادی کرکے اسلام سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں (اعاذنا اللہ منہ)

لڑکیوں یا بہنوں کی شادی بیاہ میں ہونے والے اخراجات سے ان کا ترکہ میں استحقاق و حصہ ختم نہیں ہوتا اور نہ جہیز دینے سے ترکہ والا حصہ ادا ہو جاتا ہے بلکہ ترکہ تو حساب لگا کر انہیں ان کا پورا حصہ دینے سے ہی ادا ہوگا، ورنہ شرعاً وہ ان لوگوں کے ذمہ باقی رہے گا جنہوں نے ترکہ نہیں دیا اور خود دبا رکھا ہے۔(ان تمام مسائل کے دلائل اور مزید تفصیلات جاننے کے لیے دیکھئے راقم کی کتابیں ''معاشرتی مسائل'' شائع کردہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ اور موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل'' شائع کردہ مکتبہ حرم لکھنؤ) اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو تمام شرعی احکام پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی فکر نصیب فرمائے۔

سوشل میڈیا ڈیسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

مزید اہم موضوعات پر اکابرین بورڈ کے اصلاحی مضامین حاصل کرنے کے لیے درج ذیل نمبر پر اپنا نام اور پتہ ارسال کریں۔ 9834397200